# مومن ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے لیکن اس کے دل میں مایوسی پیدا نہیں ہوتی

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸؍جنوری ۱۹۶۶ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

☆ مومن کا مقام خوف اور رجا کے درمیان ہوتا ہے۔

☆ اگر خدا تعالیٰ کا قربّ، وصال اور رضاء چاہتے ہو تو اس کے احکام کی پابندی کرو۔

☆ ہمیں ظاہری اور باطنی شرک سے اپنی عبادات کو پاک رکھنا چاہیئے۔

☆ جسے خدا مل جائے اسے نہ اس جہان کی جنت کی ضرورت رہتی ہے اور نہ اگلے جہان کی جنت اسے درکار رہے۔

☆ خدا تعالیٰ سے کبھی مایوس نہیں ہونا وہ بڑا افضل کرنے والا، بڑا رحم کرنے والا اور بڑا احسان کرنے والا ہے۔

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

پچھلے دو دن میری طبیعت کچھ خراب رہی ہے مجھے گرمی لگ جانے یعنی ہیٹ سٹروک کی تکلیف ہو گئی تھی پرسوں رات قریباً ساری رات ہی میں نے جاگ کر گزاری ہے اسی تکلیف کے نتیجہ میں ساری رات پلپی ٹیشن (Palpitation) یعنی دل کی دھڑکن کی رفتار ڈیڑھ سَو سے اوپر رہی اور ضعف بھی بہت محسوس ہوتا رہا۔ آج گو پہلے کی نسبت بہت آفاقہ محسوس ہو رہا ہے اور دل کی دھڑکن کی رفتار ۹۰ کے قریب آ گئی ہے۔ گو یہ رفتار بھی کچھ زیادہ ہے ) لیکن ضعف بہت محسوس کر رہا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ اگر اس ضعف کی وجہ سے میں خطبہ جمعہ کے لئے مسجد میں حاضر نہ ہوا تو کہیں میرا ربّ مجھ سے ناراض نہ ہو جائے اور وہ یہ نہ کہے کہ ہم نے جماعت میں تمہاری اتنی محبت اور پیار پیدا کیا ہے اور تم اس کی ملاقات سے بھی محروم ہو رہے ہو۔ اس خوف کی وجہ سے باوجود ضعف کے میں حاضر ہو گیا ہوں اور اسی مقام خوف کی طرف میں نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں لوگوں کو متوجہ بھی کیا تھا اور بتایا تھا کہ مومن کا مقام خوف اور رجا کے درمیان ہوتا ہے ایک طرف اللہ تعالیٰ کا بندہ اس سے ڈرتا رہتا ہے اور اسے اس بات کا خوف ہوتا ہے کہ کہیں اس کے کسی ظاہری یا باطنی گناہ کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ اس سے ناراض نہ ہو جائے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان اس قدر بلند ہے کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ میں اسے اپنے اعمال کے نتیجہ میں خوش کر سکتا ہوں۔ پس خدا کا بندہ اپنے اعمال پر کبھی بھروسہ نہیں کرتا۔ وہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی سمجھتا ہے کہ اس نے کچھ نہیں کیا کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ ممکن ہے اس کے اعمال میں کوئی ظاہری یا باطنی نقص رہ گیا ہو اور خدا تعالیٰ انہیں ردّ کر دے اور اس مضمون پر رسول کریم ﷺ کی وہ حدیث بھی جو گزشتہ جمعہ میں نے دوستوں کو سنائی تھی۔ بڑی وضاحت سے دلالت کرتی ہے لیکن اس خوف کے نتیجہ میں ایک مومن کے دل

میں مایوسی نہیں پیدا ہونی چاہئے کیونکہ اس شخص کو جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ڈرتے زندگی گزار دیتا ہے خدا تعالیٰ نے بہت بڑی بشارت دی ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ (الرحمٰن:۴۷)

یعنی وہ شخص جو اپنے دل میں خدا تعالیٰ کی بلند شان کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر وقت اس کے خوف کا احساس اپنے دل میں رکھتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ میں اپنے عمل کا ایک تحفہ اپنے خدا کے حضور تو پیش کر رہا ہوں۔ آگے اس کی مرضی ہے کہ وہ اسے قبول کرے یا نہ کرے۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے ہم ایسے شخص کو یہ بشارت دیتے ہیں کہ ہم اسے دو جنتیں دیں گے۔ ان میں سے ایک جنت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو اس دنیا میں عطا کرتا ہے اور دوسری جنت وہ ہے جو اُخروی زندگی میں یعنی اس دنیا سے کوچ کر جانے کے بعد محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مومن کو نصیب ہوتی ہے۔ غرض اس خوف کی وجہ سے جس کی تلقین خدا تعالیٰ کرتا ہے۔ ہمارے دلوں میں مایوسی پیدا نہیں ہوتی اور نہ اسے پیدا ہونا چاہئے کیونکہ خوف اپنی جگہ پر قائم ہے اور امید اپنی جگہ پر قائم ہے۔ گو ہمیں ڈرتے ڈرتے زندگی کے دن گزارنے چاہئیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی زندگی کے کسی لمحہ میں بھی ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہئے کیونکہ مایوسی مومن کی علامت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے کافر کی علامت قرار دیا ہے۔ جیسا کہ وہ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اِنَّهٗ لَايَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (یوسف:۸۸)

اصل بات یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کافر لوگوں کے سوا کوئی انسان ناامید نہیں ہوتا۔ غرض خوف اور مایوسی میں بڑا فرق ہے اور ہمیں اس فرق کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ نے جو یہ کہا ہے کہ وہ شخص یا قوم جو خوف کے مقام کو اختیار کرتی ہے اور اپنے ربّ سے ڈرتے ڈرتے اپنی زندگی گزارتی ہے۔ وہ اسے دو جنتیں دیتا ہے ایک جنت اسے اس ورلی زندگی میں عطا ہوتی ہے اور ایک جنت اُخروی زندگی میں اسے ملتی ہے ورلی زندگی کی جنت کا اس حدیث میں بڑی وضاحت کے ساتھ ذکر آیا ہے جو میں نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں سنائی تھی۔ کیونکہ جس معاشرہ میں غیبت نہ ہو۔ جس معاشرہ میں فخر ومباہات نہ کیا جائے۔ جس معاشرہ میں کوئی شخص بھی اپنے بھائی سے تکبر کے ساتھ پیش نہ آئے اس میں عجب اور خود پسندی کا مظاہرہ نہ ہو کوئی ایک دوسرے پر حسد نہ کر رہا ہو۔ بلکہ سارے ہی ایک دوسرے پر رحم کرنے

والے ہوں جس معاشرہ میں خدا تعالیٰ کی عبادت ریا کے طور پر نہ ہو بلکہ اخلاص کے ساتھ ہو یعنی ہر ایک شخص مخلصانہ دل کے ساتھ اپنے ربّ کو یاد کر رہا ہو۔ تمام لوگ اپنے تمام اعمال محض خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر بجالاتے ہوں۔ تو ایسا معاشرہ یقیناً جنت کا معاشرہ ہے۔ جس میں کوئی شخص کسی دوسرے کو دکھ دینے کا باعث نہیں بنتا۔ ہر شخص کو جسمانی اور روحانی دونوں قسم کا سکون حاصل ہوتا ہے۔

خوف کے علاوہ دوسری چیز جس کا ایک مومن بندے کے اندر پایا جانا ضروری ہے۔ مایوسی کا نہ ہونا ہے ایک مومن بندے کو اپنے ربّ پر کامل یقین ہونا چاہئے اور اس کا دل اس امید سے بھرا رہنا چاہئے کہ وہ ہماری خطاؤں کو اپنی مغفرت کی چادر سے ڈھانپ دے گا اور وہ محض احسان کے طور پر اور اپنی رحمانیت کی صفت کے ماتحت ہم سے سلوک کرے گا اور ہمیں اپنی رضا کی جنت میں داخل کرے گا یہ مومن بندہ کی دوسری شان ہے اور مومن بندہ ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ۔ (الزمر: ۵۴، ۵۵)

اے محمد (رسول اللہ ﷺ) تو ان تمام بندوں کو جو تجھ پر اور مجھ پر ایمان لائے ہیں۔ میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور وہ گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں ان کے اعمال میں کچھ تقصیر بھی ہے اور گناہ کی آمیزش بھی ہے اور بعض لغزشیں بھی ان سے سرزد ہوئی ہیں۔ تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہونا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سب گناہ بخش دیتا ہے وہ بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے اگر تم سے بار بار تقصیریں اور گناہ سرزد ہوں تب بھی تم مایوس نہ ہو کیونکہ وہ بار بار رحم کرنے والا ہے اور تم سب اپنے ربّ کی طرف جھکو اور اس کے پورے پورے فرماں بردار بن جاؤ اس کے ارشاد اور ہدایت کے مطابق اچھے اعمال بجالاؤ اور اس کی رضاء کو حاصل کرنے کی خاطر ان باتوں سے بچو جن سے بچنے کی اس نے تمہیں تلقین کی ہے۔

اور مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ۔ پیشتر اس کے کہ ایسا عذاب نازل ہو جس کے نزول کے بعد تمہاری مدد کو کوئی نہ پہنچ سکے۔ یعنی اپنی زندگی میں اور موت سے پہلے اگر تم فرماں بردار

بننے کی کوشش کرتے رہو گے۔تو اللہ تعالیٰ یقیناً بخشنے والا ہے۔

وہ تمہارے گناہ بخش دے گا لیکن اگر تم اپنی زندگی میں اور جب تک تمہارے ہوش وحواس قائم رہتے ہیں خدا تعالیٰ کی طرف توجہ نہ کرو اور اس کی پرواہ نہ کرو۔تم دین ودنیا کے ابتلاؤں کو اپنے لئے ایک مصیبت جانو اور بدعملی ریاء اور استکبار میں اپنی زندگی گزار دو تو موت کے وقت تمہارا پچھتانا تمہیں کوئی کام نہ دے گا بلکہ تمہیں ایسا عذاب ملے گا۔اس سے بچنا ممکن نہ ہوگا اور اس وقت تمہارا کوئی مددگار نہیں ہوگا یعنی اس وقت خدائے رحمان بھی تمہاری مدد کو نہیں پہنچے گا۔پس اگر تم اللہ تعالیٰ کی نصرت، اس کی مدد، اس کی مغفرت اور رحمت کے متلاشی ہو تو اسی دنیا میں اپنی نیتوں کو خالص کر کے تمام اعمال محض للہ بجالاؤ پھر اگر بشر ہونے اور ایک کمزور مخلوق ہونے کی وجہ سے تمہارے اعمال میں کوئی کوتاہی رہ جائے تو ہم بڑے ہی بخشنے والے ہیں۔ہم تمہیں بخش دیں گے۔غرض اللہ تعالیٰ ہمیں مایوسی سے روکتا ہے اور اپنی رحمت کی طرف متوجہ کرتا ہے اور ہمیں اپنے فضل وکرم کی بڑی امید دلاتا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ اگر تم میرا قرب، میرا وصال اور میری رضاء چاہتے ہو تو ضروری ہے کہ تم میرے کہنے کے مطابق اعمال بجا لاتے رہو۔اور تمہاری ہمت اور کوشش یہی ہو۔تمہاری مخلصانہ نیت یہی ہو کہ تم جو نیک کام بھی کرو گے وہ اپنے ربّ کو خوش کرنے کے لئے کرو گے اور اگر بوجہ بشر اور کمزور مخلوق ہونے کے تم سے غلطیاں سرزد ہوئیں۔تو میں ان غلطیوں کو معاف کر دوں گا اور معاف کرنے کے یہ معنی ہیں کہ جب خدا تعالیٰ اس پر مہربان ہوگا اور اس کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو نظرانداز کرتے ہوئے اپنی مغفرت کی چادر اس کو اوڑھا دے گا۔تو وہ ایسا ہی ہو جائے گا جیسے اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔اللہ تعالیٰ نیک انسان کے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔قرآن وحدیث میں ایک طریق کا ذکر آتا ہے کہ اس کے گناہوں اور نیکیوں کا موازنہ ہوگا۔

مثال کے طور پر یوں سمجھ لو کہ اچھے اور بُرے اعمال کو ایک دوسرے کے مقابلہ میں رکھا جائے گا بُرے اعمال اچھے اعمال کو کینسل (Cancel) کرتے جائیں گے یعنی ان کے اوپر خط تنسیخ کھینچتے چلے جائیں گے۔اگر آخر میں نیک عمل رہ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں لے جائے گا۔لیکن اگر کسی کی بداعمالیاں اس کے نیک اعمال سے زیادہ ہوں گی تو وہ اللہ تعالیٰ کے قہر کا مورد بن جائے گا۔لیکن جس شخص کے بُرے اعمال تھے تو زیادہ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی مغفرت کی چادر ان پر ڈال دی اور وہ سب

معاف کر دئے۔تو اس شخص کے صرف اچھے اعمال ہی باقی رہ گئے۔تو جتنا بدلہ ان اعمال کا الٰہی قانون کے مطابق مل سکتا ہے وہ اسے مل جائے گا۔پھر اس سے زائد بھی ملے گا۔کیونکہ خدا تعالیٰ کی رحمت بے حدو حساب ہے۔میں نے عید کے خطبہ میں بتایا تھا کہ رحمت کے لفظ میں مغفرت اور احسان دونوں معنی پائے جاتے ہیں۔پس خدا تعالیٰ اس کے گناہوں کو بھی معاف کر دے گا اور پھر اچھے اعمال کا اپنے قانون کے مطابق بدلہ بھی دے گا اور پھر اپنی رحمت کے نتیجہ میں اس کو زائد بھی دے گا۔اسی لئے تو اُخروی زندگی میں مومن کو ملنے والی جنت ابدی جنت بن جاتی ہے۔کیونکہ اگر انسان کو محض اس کے اعمال کا ہی بدلہ ملتا تو چاہے وہ اعمال کتنے ہی زیادہ ہوتے بہرحال انہوں نے ایک وقت ختم ہو جانا تھا اور ان محدود اعمال کا بدلہ محدود ہی ملنا تھا اور ایک حد پر آ کر ختم ہو جانا تھا لیکن خدا تعالیٰ نے ہم سے رحمت اور احسان کا سلوک کرنا ہے اس لئے اس نے ہمارے لئے ایک ابدی جنت مقدر کر رکھی ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ۔

(الکھف:۱۱۱)

یعنی جو شخص ہمارا وصال چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ نیک اور مناسب حال اور ہمارے احکام کے مطابق اعمال بجالائے اور کوشش کرے کہ ظاہری اور باطنی دونوں قسم کے شرکوں سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کو پاک رکھے۔اس میں کسی قسم کی آمیزش اور ملاوٹ نہ ہونے دے غرض ایسا شخص جو عبادت کے وقت صرف خدا تعالیٰ کی ہی عبادت کرتا ہے اور کسی اور کے سامنے سر نیاز خم نہیں کرتا اور خدا تعالیٰ کے احکام بجا لانے کی ہر وقت کوشش کرتا رہتا ہے۔وہی امید رکھ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا قرب اسے حاصل ہو جائے گا اللہ تعالیٰ اسے مل جائے گا اور جس شخص کو خدا تعالیٰ مل جائے اسے نہ اس جہان کی جنت کی ضرورت رہتی ہے اور نہ اگلے جہان کی جنت اسے درکار رہے دونوں جہانوں کی جنتوں کا منبع جو اسے حاصل ہو گیا۔غرض خوف اپنی جگہ پر ہے اور امید و رجاء اپنی جگہ پر ہے۔اسلام نے ہمیں کسی صورت میں بھی ناامید نہیں کیا ہمیں ڈرایا ضرور ہے۔تنبیہ ضرور کی ہے کہ تم ڈرتے ڈرتے اپنی زندگی گزارو۔اور ان احکام پر عمل کرو جو ہم نے تمہارے لئے نازل کئے ہیں۔ان بداخلاقیوں اور بداعمالیوں سے بچتے رہو جن سے بچنے کی ہم

تمہیں تلقین کرتے رہتے ہیں اور ہمیں بشارت دی ہے کہ اگر تم ایسا کرو تو میں تمہارے لئے اس دنیا میں بھی جنت کا ماحول پیدا کر دوں گا۔ لیکن تم اپنے عمل پر کبھی بھروسہ نہ کرو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی ذات اتنی ارفع، اتنی اعلیٰ، اتنی شان اور اتنی طاقت والی ہے کہ اگر کسی انسان کے دماغ میں معمولی عقل بھی ہے تو وہ ایک لحظہ کے لئے بھی یہ نہیں سوچ سکتا کہ میں اس کی رضا کی جنت کو زورِ بازو سے حاصل کرلوں گا اور میں اسے اپنے اعمال کے زور پر خوش کرلوں گا۔ اگر ہمارے اعمال خدا تعالیٰ کے ان احسانات کے مقابلہ میں رکھے جائیں جو اس نے ہم پر ہمارے پیدائش کے وقت سے لے کر موت تک کئے ہیں۔ تو ہمارے اعمال ان احسانوں کے مقابلہ میں بطور شکر کے بھی کافی نہیں۔ تو جب انسان نے پہلے قرضے ہی ادا نہیں کئے اور نہ وہ ادا کرسکتا ہے تو اپنے اعمال کی جزا کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ جب تک کہ خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت اس کے شامل حال نہ ہو۔

غرض جب تک اللہ تعالیٰ انسان کو اپنے فضل اور رحمت سے نہ نوازے اس وقت تک نہ تو اسے جنت مل سکتی ہے اور نہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہوسکتی ہے۔ پس ایک طرف ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ ڈرتے ڈرتے اپنی زندگی کے لمحات گزارو اور دوسری طرف یہ کہا گیا ہے کہ کبھی مایوس نہ ہونا کیونکہ مایوسی کفر کی علامت ہے اور وہ اسی دل میں پیدا ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کے احکام کا منکر اور اس کے احسانوں کا ناشکر گزار ہو جو شخص خدا تعالیٰ کے ان احسانوں کو جو ہر آن اس پر ہو رہے ہیں۔ یاد کرنے والا ہو وہ اپنے اس احسان کرنے والے ربّ سے کس طرح مایوس ہوسکتا ہے۔ غرض ہم نے زندگی کے یہ دن جو ہمیں عطا ہوئے ہیں ڈرتے ڈرتے گزارنے ہیں لیکن ہم نے خدا تعالیٰ سے کبھی مایوس نہیں ہونا۔ کیونکہ وہ بڑا فضل کرنے والا بڑا رحم کرنے والا اور بڑا احسان کرنے والا ہے اور پھر ہمیں ہمیشہ اس سے یہ دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اے خدا ہم تو نیستی محض ہیں ہم اور ہمارے اعمال کچھ بھی نہیں لیکن ہم تیری ذات پر کامل اور پوری امید رکھتے ہیں کہ تو ہم سے احسان، فضل اور رحمت کا معاملہ کرے گا۔ ہماری خطاؤں کو معاف کر دے گا ہمیں اپنی رضا کی جنت میں داخل کرے گا اور ہمیں توفیق دے گا کہ ہم تیرے شکر گزار اور حمد کرنے والے بندے بنے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے بندوں کے اس زُمرہ میں شامل کرے جن سے وہ خوش ہوتا ہے اور اپنی رحمت سے انہیں نوازتا ہے۔

(روزنامہ الفضل ۱۶؍فروری ۱۹۶۶ء)

☆......☆......☆